راشدہ رفعت

جوابِ جاہلاں

ان کے خاندان کی لڑکیاں سسرال میں بہت آسانی سے ایڈجسٹ کرلیتی تھیں۔ سسرال چاہے جتنا مرضی تیکھا ہو بچیاں زبان پر اف اور ماتھے پر شکن لائے بغیر ہر طرح کے حالات میں گزارا کرلیتی تھیں۔ رافعہ سمیت ان کی پانچوں بہنیں اپنے اپنے سسرال کی ہر دل عزیز بہویں تھیں۔ یہ ہر دل عزیزی راتوں رات نہیں ملی تھی۔ سسرال میں ایک عمر گزار کر یہ تمغہ ملا کرتا ہے۔ منجھلی آپا اور سب سے چھوٹی صفورہ کے سسرالوں کا شمار تو "اوکھے ترین" سسرالوں میں ہوتا تھا۔ لیکن انہیں بھی سسرال میں ایڈجسٹ ہونے میں بہت زیادہ وقت اور دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

اس کی خالہ زاد بہنوں کا معاملہ بھی اس سے مختلف نہ تھا۔ زبان دراز نندوں اور تیز طرار ساسوں کو انہوں نے بھی بخوبی ہینڈل کررکھا تھا۔ بچپن کی دھندلی دھندلی یادیں۔ رافعہ بیگم کے ذہن میں موجود تھیں۔ اس کی اپنی دادی اور پھوپھیاں کسی نہ کسی بات پر گھر میں ہنگامہ برپا کیے رکھتیں۔

اماں اس دوران اپنے لب مکمل طور پر سیے رکھتیں۔ دادی کی طرف سے اماں کو اکثر گھنی کا بھی خطاب ملتا۔ لیکن اماں کی چپ نہ ٹوٹتی۔ یہ ہی چپ اماں کا ہتھیار تھی۔ جس کے آگے آہستہ آہستہ سسرال والے اپنے ہتھیار ڈالتے گئے۔ پھر پھوپھیوں کی شادی ہوگئی۔ رہیں دادی تو آخری عمر میں دادی کی زبان پر صرف اماں ہی کے قصیدے تھے۔ منجھلی اور چھوٹی چچی کافی زبان دراز قسم کی بہوویں ثابت ہوئی تھیں۔ پھر دادی کو صحیح معنوں میں چپ چاپ رہنے والی اماں کی قدر — ہوئی۔ اماں بتاتی تھیں کہ چپ کا یہ کامیاب نسخہ ان کو اپنی ماں سے اور ان کی ماں کو بھی اپنی ماں سے ملا۔ اس خاندان کی مائیں رخصتی کے وقت یہ نسخہ چپکے سے اپنی بیٹیوں کے کان میں بتادیتی تھیں۔

ماؤں کی کامیاب زندگی بیٹیوں کے سامنے ہوتی۔ سو وہ یہ نصیحت نہ صرف پلو میں باندھ لیتیں بلکہ اپنی زندگی بھی اسی نصیحت اور مشورے پر عمل کرکے گزارتیں۔ نتیجتاً" کامیابی ان کا بھی مقدر بنتی۔ رافعہ کو یاد تھا بیس برس پہلے اس کی مہندی والی رات سب لوگوں کے سوجانے کے بعد اماں اس کے پاس آئی تھیں۔

"سو گئی ہو رافعہ؟" اماں نے پیار سے پکارا۔

رات کا آخری پہر تھا' لیکن نیند رافعہ کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ بظاہر آنکھیں موندے پڑی تھی۔ لیکن آنے والی زندگی کے متعلق طرح طرح کے خیالات دماغ میں اودھم مچارہے تھے۔ بیاہ میں ایک دن باقی ہو تو نیند کس لڑکی کو آسکتی ہے۔ رافعہ بھی ماں کی آواز سن کر کروٹ لے کر اٹھ بیٹھی۔ پہلے تو ماں بیٹی نے رات کی تنہائی میں ایک دوسرے سے لپٹ کر خوب نیر بہائے۔ پھر آخر اماں نے ہی اس کے اور اپنے آنسو پونچھے تھے۔

"شاد رہو' سدا آباد رہو' آنے والی زندگی میں تمہیں اتنی خوشیاں ملیں کہ تمہارا دامن چھوٹا پڑ جائے۔" اماں نے اس کی پیشانی چوم کر ڈھیروں دعائیں دے ڈالی تھیں۔ پھر آخر میں سسرال میں کامیاب زندگی گزارنے کا گر بھی چپکے سے رافعہ کو بتا

دیا۔

"دیکھو بیٹی! ماں، باپ کے گھر اور سسرال میں بہت فرق ہوتا ہے۔ حالانکہ میکے میں بھی ماں، باپ، اولاد پر روک ٹوک کرتے ہی ہیں اور بہن بھائیوں میں آپس میں تکرار بھی ہو جاتی ہے۔ میں کبھی تمہارے بھائی کی طرف داری کروں تو تم مجھ سے خفا ہو کر یہ بات جتا دیتی ہو، پھر بھی سکون نہ ملے تو شام کو ابا کی آمد پر ان سے بھی میری شکایت لگا دیتی ہو۔ لیکن اس سب کے باوجود تم میری پیاری بیٹی ہی رہتی ہو اور میں تمہاری ماں۔ جس کے بغیر تم کھانا، کھانے بھی نہیں بیٹھتیں۔"

اماں بول رہی تھیں اور رافعہ چپ چاپ انہیں سن رہی تھی۔ بے آواز آنسو اب بھی گال بھگو رہے تھے۔

"اپنے بھیا سے یا صفورہ سے تمہاری جتنی مرضی کھٹ پٹ ہو جائے۔ آدھے گھنٹے بعد تم بہن بھائی پھر گپیں لڑا رہے ہوتے ہو، پتا ہے کیوں؟" اماں نے پوچھا، رافعہ نے دھیرے سے نفی میں گردن ہلا دی۔

"کیونکہ تم لوگ ایک دوسرے پر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے ہو۔ جس کسی کی زیادتی ہو۔ بنا جھجکے اسے جتا دیتے ہو۔ اس طرح دل کا غبار ختم ہو جاتا ہے اور دل میں ایک دوسرے کے لیے کدورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن سسرال میں یہ سب ممکن نہیں۔ اگر سسرال کی اجنبی سرزمین پر اپنے قدم مضبوطی سے جمانے ہیں تو وہاں کسی کی ناجائز بات کو بھی چپ کر کے سہنا ہوگا۔ کم از کم شروع شروع میں تو یہی وطیرہ اپنانا ہوگا۔" اماں بہت پیار سے اسے سمجھا رہی تھیں۔

"جانتی ہوں اماں!" رافعہ نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"کوشش بھی یہی کروں گی۔ آپا کی اور بجو کی مثال میرے سامنے ہے۔ لیکن اماں میرے اندر اتنی برداشت اور حوصلہ نہیں ہے۔ آپ جانتی ہیں، میں غلط کو غلط کہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بغیر قصور کے میں کسی کی زیادتی کیسے برداشت کروں گی۔ مجھے ڈر ہے میری وجہ سے آپ کی تربیت پر حرف نہ آجائے۔" رافعہ نے دلی خدشہ ماں کو بتایا۔

"تمہارا خیال ہے تمہاری آپا اور بجو میں بہت برداشت اور حوصلہ تھا؟" اماں مسکرائیں۔

"میری پگلی بیٹی، کسی کی ناجائز بات برداشت کرنے کا حوصلہ کسی میں بھی نہیں ہوتا۔ دل اور دماغ مشتعل ہو کر زبان کو کچھ بولنے پر اکساتے ہیں اور اگر کچھ بھی نہ بولا جائے تو اعصاب جھنجلا جاتے ہیں۔ اپنے اعصاب پر سے یہ دباؤ ختم کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ تو بولنا پڑتا ہی ہے۔ ورنہ تو دماغ ایک پریشر ککر بن جائے گا۔ اگر

تھوڑا بہت پریشر ریلیز نہ کیا جائے تو بہت مشکل ہو جاتی ہے بیٹا۔" اماں کے کہنے پر اس نے حیرانی سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"آپ مجھے کچھ بولنے کا سبق دے رہی ہیں اماں! میں سمجھی تھی کہ آپ اپنی چپ مجھ میں منتقل کرنا چاہیں گی وہی چپ جو آپ نے آپا اور بجو کو جہیز میں دی ہے۔ دونوں بنا اف کیے سسرال میں زندگی گزار رہی ہیں۔ میں تو یہی سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی ہوں کہ میری زبان تو چمڑے کی ہے۔ پھسلے بنا رہ ہی نہیں سکتی۔" رافعہ کے کہنے پر اماں کے چہرے پر ایک پل کو تشویش ظاہر ہوئی۔ مگر اگلے ہی پل وہ مسکرا دیں۔

"اپنی ماں کا نسخہ آزما کر دیکھنا۔ تمہاری نانی نے مجھے اور تمہاری خالاؤں کو یہ نسخہ بتایا اور ہم نے اپنی اپنی بیٹیوں کو۔ دیکھ لو سب کتنی کامیاب بہوئیں ثابت ہوئی ہیں۔" رافعہ ناسمجھی سے ان کا چہرہ تکنے لگی۔

"سسرال میں جب کسی کی بات پر غصہ آئے تو پلٹ کر جواب دینے کے بجائے دل ہی دل میں کہنا۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔ پھر دیکھنا کیسے دل و دماغ پر ٹھنڈی ٹھنڈی پھوار برسنے لگے گی۔ کوئی آگے سے کچھ بھی کہے تم یہ وظیفہ دہراتی رہنا۔ کامیابی قدم چومے گی۔ آزمائش شرط ہے۔" اماں آخر میں شوخی سے مسکرائی تھیں۔ رافعہ بس ماں کو دیکھ کر ہی رہ گئی۔ آئندہ آنے والے برسوں نے ثابت کر دیا کہ ماں کا بتایا ہوا نسخہ کتنا کارگر اور آزمودہ ثابت ہوا۔

رافعہ کا سسرال کم و بیش ایک روایتی سسرال ہی تھا۔ ساس، نندیں ہر بہو کو "ٹف ٹائم" دینے کی ہر ممکن کوشش کرتیں۔ اس کی دیورانیاں اور جیٹھانی صبر کا پیمانہ لبریز ہونے پر پلٹ کر ساس، نندوں کو جواب دے دیتیں اور پھر گھر میں وہ ہنگامہ مچتا کہ الامان الحفیظ۔ رافعہ بھی ساس، نندوں کی پیاری نہیں تھی۔ اسے بھی بہت کچھ سننے کو ملتا۔

"تمہارے گھر والوں نے پہناوؤں میں ایسے سستے اور گھٹیا کپڑے دیے ہیں۔ میرے سسرال میں تو میری ناک ہی کٹ گئی۔" بڑی نند کے کہنے پر رافعہ کا دل کٹ کر رہ گیا۔ "ان گھٹیا کپڑوں" کی خریداری میں ابا کی حق حلال کی کمائی کے ہزاروں روپے صرف ہوئے تھے۔

"جواب جاہلاں باشد خموشی۔" وہ دل ہی دل میں بہت چبا چبا کر یہ فقرہ دہرا لیتی۔

"کیوں بہو! اتنے دن چڑھے سو کر اٹھی ہو۔ ماں نے سسرال میں رہنے کا تمیز، سلیقہ نہیں سکھایا۔ گیلے بالوں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آئیں۔ حد ہے بے شرمی کی۔"

"جواب جاہلاں باشد خموشی۔" دل میں وظیفہ جاری رہتا۔

"بھابھی! اتنا تیز جامنی رنگ کیا سوچ کر پہن لیا آپ نے۔ پتا بھی ہے کیسی کارٹون لگ رہی ہیں۔" چھوٹی نند تو بد تمیزی کی حد تک منہ پھٹ تھی۔

"جواب جاہلاں باشد خموشی۔"

"روٹی تک گول نہیں بنائی جاتی تم سے۔ پتا نہیں میکے سے کیا سیکھ کر آئی ہو۔"

"جواب جاہلاں باشد خموشی۔" رافعہ دل ہی دل میں کھلکھلا کر کہتی۔

اماں کا بتایا گیا نسخہ تو جادوئی تھا۔ رافعہ جانتی تھی کہ اکثر مائیں اپنی بیٹیوں کو ایک چپ سو سکھ والا فارمولا بھی بتاتی ہیں۔ مگر دل میں جو ٹھنڈک جواب جاہلاں باشد خموشی کہہ کر پڑتی تھی۔ وہ کسی اور چیز سے کہاں ملتی تھی۔

شب و روز یوں ہی گزرتے رہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ رافعہ کے قدم سسرال میں مضبوطی سے جمتے گئے۔ اوپر تلے چار بچوں کی پیدائش نے زندگی کو بہت مصروف بھی کر دیا۔ نندیں بھی اپنے گھر بار کی ہو گئیں۔ جیٹھانی اور دیورانیوں کے پورشن الگ الگ ہو گئے۔ ساس بھی دوسرے بیٹوں کے پورشن میں ہی چلی جاتیں۔ لیکن ان کا مستقبل ٹھکانا رافعہ والا پورشن ہی تھا۔ بڑھتے بچوں کا ساتھ، مہنگائی، اوپر تلے کے ڈھیروں اخراجات، ثاقب کی محدود آمدنی، غرض زندگی میں اب بھی مسائل کم نہ تھے۔ لیکن ہاں اب رافعہ کو

Scanned by CamScanner

"جواب جاہلاں باشد خموشی" والا مقولہ دہرانے کی نوبت کم ہی آتی تھی۔ شاید یہ ہی زندگی کا فطری بہاؤ ہے۔ جو مسئلے کبھی بہت بڑے لگتے تھے۔ اب ان کے متعلق سوچ کر ہنسی آتی تھی۔

اماں کا نسخہ اپنا کر اس نے شادی کے شروع کے مشکل دنوں میں اپنے لیے قدرے آسانی پیدا کرلی تھی۔ سسرال والوں کی طرف سے بہت عرصہ گزرنے کے بعد سمجھ دار بہو کا سرٹیفکیٹ بھی مل گیا تھا۔ اس نے کبھی سسرال والوں کے سامنے "زبان درازی" نہیں کی تھی۔

سسرال والوں کے نزدیک یہ ہی خوبی دیگر تمام خوبیوں پر حاوی رہی۔ بہت عرصہ گزرنے کے بعد آج رافعہ کو اماں مرحومہ کا "کارگر نسخہ" یاد آیا تھا۔ آج کل گھر میں اس کے جیٹھ کی بڑی بیٹی کی شادی کے ہنگامے برپا تھے۔ سبین اس کے جیٹھ' جیٹھانی کی اکلوتی بیٹی تھی۔ بہت پیاری' نٹ کھٹ اور چلبلی سی لڑکی تھی۔ رافعہ کو اپنے شوہر کی یہ بھتیجی بہت عزیز تھی۔ شادی کے بعد جب تک رافعہ کی گود میں اس کی اپنی اولاد نہیں آئی تھی اس نے جیٹھانی کے بچوں کے ہی لاڈ اٹھائے تھے۔ جس طرح میکے میں وہ اپنے بھانجے' بھانجیوں کے لاڈ اٹھاتی تھی۔ بچے' رافعہ کی ہمیشہ سے ہی کمزوری رہے تھے۔ پھولے پھولے گلابی گالوں اور توتلی زبان میں بولنے والی سبین اسے پہلی نگاہ میں ہی بہت پیاری لگی تھی۔ ثاقب کو بھی اپنی بھتیجی سے بہت پیار تھا۔ اکثر شام کو رافعہ اور ثاقب گھومنے باہر نکلتے تو ثاقب' سبین کو بھی بائیک پر بٹھالیتا۔

رافعہ کو کبھی اس بات پر اعتراض نہ ہوتا۔ بلکہ شادی کے شروع شروع کے دنوں میں میاں کے ساتھ اکیلے کسی تفریحی مقام پر جاتے ہوئے اسے شرم سی آتی۔ سبین ساتھ ہوتی تو دنیا والوں کے سامنے اپنا آپ معتبر سا لگتا۔

"بچہ ساتھ ہو تو ریلیشن شپ میاں' بیوی والا ہی لگتا ہے۔ ورنہ بندہ مشکوک مشکوک سا لگتا ہے۔" اس کی اپنی ہی منطق تھی۔

"یہ مشکوک مشکوک سے تمہاری کیا مراد ہے۔" ثاقب اس کی بات سن کر خوب ہی لطف اٹھاتے۔ وہ جھینپ کر ہنس پڑتی تھی۔ رافعہ اور ثاقب نے سبین کے جتنے لاڈ اٹھائے تھے وہ سبین نے ان کے بچوں سے بے تحاشا لاڈ پیار کرکے سود سمیت واپس لوٹا دیے تھے۔

رافعہ کے بچوں میں سبین کی جان تھی۔ بچے بھی سبین سے خوب ہی مانوس تھے اور اب بچوں کی پیاری سبین آپی پیا دیس سدھارنے والی تھی۔ وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے۔ آج مایوں کی دلہن کے روپ میں سبین کو دیکھ کر رافعہ کو اس پر ڈھیروں پیار بھی آیا۔ ساتھ ہی آنکھوں میں نمی بھی اتر آئی۔

سبین کی ماں یعنی رافعہ کی جیٹھانی بھی بار بار آنکھوں کے گیلے گوشے پونچھ رہی تھیں۔ فنکشن اختتام کو پہنچا اور مہمان اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہوگئے تو رافعہ بھی بچوں سمیت واپس اپنے پورشن میں آگئی۔ بچے اور ثاقب سو گئے تو اس کے قدم آپوں آپ جیٹھانی کے پورشن کی طرف اٹھ گئے۔ حسب توقع سبین اور کلثوم بھابھی جاگ رہے تھے۔

"لو بھئی۔ تم ہی سنبھالو اپنی بھتیجی کو۔ رو رو کر خود کو ہلکان کر رکھا ہے۔" کلثوم بھابھی نے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے کہا۔

"سبین سے زیادہ تو آپ ہلکان ہو رہی ہیں بھابھی۔" رافعہ نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"پریشانی تو ہے رافعہ! بیٹی سے بچھڑنے کا دکھ اپنی جگہ' لیکن مجھے تو اس کی ساس' نندوں کے تیور دیکھ دیکھ کر ہول اٹھ رہے ہیں۔ ان کی طنزیہ گفتگو ابھی سے شروع ہوگئی ہے۔ میں تو یہ ہی سوچتی ہوں کہ کہیں ہم نے سبین کا رشتہ جلد بازی میں تو طے نہیں کردیا۔ عفان بلاشبہ ہیرا لڑکا ہے۔ لیکن اس کی ماں' بہنیں بہت تیز ہیں۔ خود عفان کی مامی آج مجھ سے یہی بات کہہ رہی تھیں کہ اپنی بیٹی کو ذہنی طور پر تیار کرکے سسرال بھیجیں۔ اس کا پالا انتہائی تیز ساس' نندوں سے پڑنے والا ہے۔"

Scanned by CamScanner

"امی! آپ کیوں فکر کرتی ہیں۔ میں سمجھ داری سے کام لے کر سب کو ٹیکل کرلوں گی۔" سبین نے انہیں یقین دلایا تھا۔

"تم جتنی سمجھ داری تمہاری ماں میں نہیں تھی۔ ساری عمر تمہاری دادی' پھوپھیوں سے الجھتے ہوئے گزری' تمہارے اندر کہاں سے اتنی سمجھ داری آجائے گی۔" کلثوم بھابھی نے ٹھنڈی سانس بھری۔ پھر رافعہ کو دیکھا تھا۔

"صرف رافعہ کو گر آتا تھا۔ ساس' نندوں کو قابو کرنے کا' لیکن اس میں صبر بہت تھا۔ چپ چاپ ان کی بری بھلی سن لیتی تھی۔ تھک ہار کر ان کی زبانیں بھی خاموش ہوجاتیں۔ لیکن تمہاری چھوٹی' بڑی چچی اور میں' نہ بھئی ہم ہر بات کے جواب میں خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔" کلثوم بھابھی صاف گوئی سے بولی تھیں۔

رافعہ نے ایک نگاہ کلثوم بھابھی کی پریشان شکل پر ڈالی۔ پھر سبین کے روئے روئے چہرے کو دیکھا۔ رافعہ کو لگا کہ ان کا خاندانی چپ کا نسخہ سبین کو منتقل نہ کرنا بڑی زیادتی ہوگی۔ اپنے شوہر کی اس پیاری سی بھتیجی سے اسے خود بھی بہت پیار تھا۔ اس نے پیار سے سبین کی ٹھوڑی چھوئی تھی۔

"کلثوم بھابھی! آپ جاکر آرام کریں۔ میں کچھ دیر سبین کے پاس بیٹھی ہوں۔ سسرال میں ایڈجسٹ کرنے کے لیے کچھ گر کی باتیں اسے میں بھی بتادیتی ہوں۔" کلثوم بھابھی گہرا سانس کھینچ کر اثبات میں سر ہلاتی اٹھ گئی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد رافعہ نے من و عن وہی باتیں سبین سے کی تھیں۔ جو برسوں پہلے اس کی شادی سے ایک رات پہلے اماں نے اسے سمجھائی تھیں۔ آخر میں چپکے سے اسے اپنا خاندانی جادوئی نسخہ بھی بتادیا۔

"بس کوئی بھی مسئلہ ہو دل میں یہی الفاظ دہرالینا۔ کلیجے میں ٹھنڈ پڑجائے گی اور سارا غصہ بھاپ بن کر اڑ جائے گا۔" رافعہ نے مسکراتے ہوئے سبین کو مخاطب کیا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا رافعہ چچی کہ محض چند الفاظ کہنے سے غصہ اور جھنجلاہٹ کس طرح ختم ہوسکتے ہیں۔ جب تک دل کی پوری بھڑاس نہ نکلے میں تو اس وقت تک پرسکون نہیں ہوتی۔" سبین نے رافعہ کی بات پر بے یقینی کا اظہار کیا تھا۔

"میری جان' سسرال میں ایک حد تک تو برداشت سے کام لینا ہی پڑتا ہے اور تم ان چند الفاظ کی تاثیر تو دیکھنا۔ میں نے کہا نا کہ یہ جادوئی لفظ ہیں۔ انہیں بول کر آپ خود بخود پرسکون ہوجاتے ہیں۔ شادی کے بعد جب کبھی تم یہ نسخہ آزماؤ گی تمہیں اپنی رافعہ چچی کی بات کی صداقت پر یقین آجائے گا۔ لیکن خبردار یہ راز کی بات صرف تمہارے اور میرے درمیان ہی رہنی چاہیے۔"

رافعہ نے آخر میں رازداری کی شرط بھی رکھ دی تھی۔ سبین نے دھیرے سے اثبات میں گردن ہلادی۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ اسے رافعہ کی بات پر سو فیصد یقین نہیں آیا ہے۔ رافعہ کو یاد تھا کہ اسے خود اماں کی بات پر تب یقین آیا تھا جب اس نے یہ نسخہ خود آزما کر دیکھا تھا۔ اس کی دلی دعا تھی کہ سبین کے سسرال والوں سے متعلق کلثوم بھابھی کے خدشات غلط ثابت ہوں' لیکن اگر خدانخواستہ سبین کے سسرالی کچھ ٹیڑھے بھی ثابت ہوئے تو اس کے بتائے گئے نسخے پر عمل کرکے سبین کی زندگی قدرے آسان ہوسکتی تھی۔ سبین کو اس کی آنے والی زندگی سے متعلق ڈھیروں دعاؤں سے نواز کر رافعہ مطمئن انداز میں اپنے پورشن کو لوٹی تھی۔ اپنے تئیں اس نے اپنا فرض پورا کردیا تھا۔

تین دن بعد سبین پیا دیس سدھار گئی تھی۔ ولیمہ والے دن اس کے چہرے پر پھوٹتی شفق دیکھ کر اس کے میکے والوں کے دل شانت ہوگئے تھے۔ پھر سبین اور عفان کا دعوتی پیریڈ شروع ہوگیا تھا۔ شروع میں اس نے اپنی سسرالی دعوتیں نپٹائی تھیں۔ پھر میکے والوں کا نمبر آیا تھا۔ رافعہ نے بھی بہت چاؤ سے نئے نویلے جوڑے کو دعوت پر بلایا تھا۔ ہنستی مسکراتی سبین

Scanned by CamScanner

کو دیکھ کر وہ مطمئن ہو گئی تھی۔ پھر بھی موقع پا کر اس سے پوچھے بنا نہ رہ پائی۔

"سسرال میں تو سب ٹھیک ہیں نا تمہارے ساتھ۔"

"ابھی تک تو ٹھیک ہی ہیں۔" سبین مسکرائی۔

"چلو شکر ہے۔ کلثوم بھابھی بلاوجہ پریشان ہو رہی تھیں۔ رافعہ کو دلی سکون ملا تھا۔ لیکن کچھ دن گزرنے کے بعد سبین میکے آئی تو کچھ بجھی بجھی سی تھی۔ رافعہ سبین سے ملنے جیٹھانی کے پورشن میں گئی تو سبین کے چہرے کی پژمردگی نوٹ کیے بنا نہ رہ پائی۔ اس کے استفسار پر سبین پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔

"کیا بتاؤں رافعہ چچی... سسرالی مسئلے مسائل شروع ہو گئے ہیں۔ امی کو میری ساس تیز لگتی تھیں۔ ساس پھر بھی اتنی بری نہیں۔ لیکن نندیں تو بس... اتنی تیز طرار ہیں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ سب سے چھوٹی نند کی زبان سب سے لمبی ہے۔ ذرا لحاظ نہیں کرتی کہ میں اس کی بڑی بھاوج ہوں، جو منہ میں آتا ہے بول دیتی ہے اور ہاں آپ کا بتایا گیا نسخہ بھی... فیل ہو گیا ہے۔" سبین نے منہ بناتے ہوئے بتایا۔

"کیسے؟" رافعہ کو سنتے کے ساتھ ہی دھچکا لگا تھا۔

"بس کل افشی میرے پکائے گئے کھانوں میں نقص نکال رہی تھی۔ بلکہ میرا خوب ہی مذاق اڑا رہی تھی۔ میں نے کہا... ہونہہ... جواب جاہلاں باشد خموشی، پھر کیا تھا فٹ میری ساس کے پاس جا پہنچی، کہنے لگی امی بھابھی..."

"ایک منٹ سبین! تم دوبارہ بتاؤ کہ تم نے کیسے کہا۔ میرا مطلب ہے کہ دل میں ہی کہا تھا نا؟" رافعہ نے بوکھلا کر بھتیجی کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں... کیا دل میں کہنا تھا؟" سبین نے الٹا ہونق پن سے پوچھا۔ رافعہ نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"آپ نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ یہ لفظ دل میں بولنے ہیں؟" سبین حیران ہوتے ہوئے تصدیق چاہ رہی تھی۔

"پھر ہوا کیا۔ تمہاری نند نے ساس کو بتایا تو خوب ہنگامہ ہوا ہو گا۔ ہے نا۔"

رافعہ نے اس کا سوال سنی ان سنی کرتے ہوئے پوچھا تھا۔ دل ہی دل میں وہ اس وقت کو کوس رہی تھی جب سبین کی محبت میں اس نے اسے اپنا خاندانی نسخہ بتایا تھا۔ اردو کے مضمون میں گر پڑ کے پاس ہوئی سبین کو اس فارسی مثل کا مطلب ہی سمجھ میں نہ آیا تھا۔ جب ہی تو بے دھڑک نند کے سامنے بول گئی اور اسی لیے تو اس دن اتنا بے یقین ہو کر پوچھ رہی تھی کہ کیا یہ واقعی جادوئی لفظ ہیں۔ اس بے وقوف لڑکی نے ان جادوئی لفظوں کا کیسا استعمال کر ڈالا تھا۔

رافعہ چشم تصور سے اس کے سسرال میں بپا ہونے والے ہنگامے کو دیکھ سکتی تھی۔ سارا قصور شاید اسی کا تھا۔ صدمے اور افسوس سے رافعہ کا برا حال ہو رہا تھا۔

"آپ اتنی بھی پریشان نہ ہوں رافعہ چچی۔ اب ایسا بھی کچھ برا نہیں ہوا تھا۔" سبین نے اس کے چہرے پر اڈتی پریشانی دیکھ کر فوراً تسلی بھی دے ڈالی۔

"کیوں تم تو کہہ رہی ہو کہ تمہاری نند نے تمہاری ساس کو بتا دیا۔ پھر انہوں نے آگے سے کچھ نہیں کہا۔" رافعہ نے اچنبھے سے پوچھا۔

"میری نند کو کون سا میری بات سمجھ آئی تھی۔ کہنے لگی امی ابھی ابھی بھابھی نے مجھے کچھ کہا۔ مطلب مجھے سمجھ نہیں آیا۔ مگر بھابھی کے انداز سے لگ رہا تھا کہ بات غیر مناسب ہے۔ میری ساس نے پوچھا کیوں بہو، کیا کہا ہے تم نے۔ میں بات ہی ٹال گئی۔ لیکن شاید بات کا مطلب واقعی کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔ ہے نا رافعہ چچی۔ سامنے والے کو جاہل کہا گیا ہے نا اس میں، لیکن آپ تو کہہ رہی تھیں کہ یہ جادوئی لفظ ہیں۔ آپ کے آزمائے ہوئے ہیں۔ دادی اور پھوپھو یہ سن کر کبھی نہیں جھگڑتی تھیں آپ سے۔"

سبین حیرت سے پوچھ رہی تھی۔ رافعہ ٹھنڈا سانس لے کر رہ گئی۔ سبین کے سوالوں کے جواب میں اس کے پاس سوائے خاموشی کے کچھ نہ تھا۔

☆

Scanned by CamScanner